ڈاکٹر سید محمد یوسف

سرکارِ دو عالمؐ

۶۲۲ سنہ عیسوی میں جب رسول اللہؐ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی تو اسلام ایسی طاقت بن چکا تھا جس سے قریش خطرہ محسوس کرتے تھے لیکن وہ وقت اسلام کے لیے حد درجہ نازک اور فیصلہ کن تھا کیونکہ ابھی تک اسلام کی طاقت کا کوئی مرکز نہ تھا۔ یثرب کے حالات مکہ سے ایسے مختلف تھے کہ وہاں اسلام کے پہلے مرکز کا قیام طبیعی معلوم ہوتا ہے۔ یثرب میں یہودیوں کی آبادی تھی جو ایک ممتاز اور جداگانہ معاشی و معاشرتی عنصر کی حیثیت سے رہتے تھے اور غیر یہودی عربوں پر اپنے دینی اور روحانی ورثہ کی فوقیت جتایا کرتے تھے۔ جب کبھی یہودیوں اور غیر یہودیوں کی رقابت زور پر ہوتی، جیسا کہ ہجرت سے قبل کے زمانے میں تھی، تو یہودی اپنے مخالفین کو یہ کہہ کر ڈراتے کہ عنقریب ایک نبی پیدا ہوگا جو دین والوں کو سربلند کرے گا اور بے دینوں کو نیچا دکھائے گا۔ اس کا قدرتی نتیجہ یہ ہوا کہ مدینہ والے نبی کے تصور اور اس منصب کی حقیقت سے آشنا ہو گئے۔ اور نبی کے ظہور کو کامرانی کے ساتھ وابستہ خیال کرنے لگے۔ ادھر یثرب کے غیر یہودی عربوں میں بھی یک جہتی مفقود تھی۔ اوس اور خزرج ان کے دو بڑے گروہ تھے جو بیشتر ایک دوسرے سے برسرپیکار رہتے تھے اور ان میں سے ہر ایک باہر کی دوستی اور مدد کا طلب گار تھا۔ یہی اوس اور خزرج کے نمایندے تھے جو موسم حج میں رسول اللہؐ کی تبلیغی سرگرمیوں سے متاثر ہوئے۔ لیکن رسول اللہ نے شروع سے یہ واضح کر دیا کہ وہ یثرب کی آبادی کے کسی ایک عنصر سے ذاتی اور قبائلی قسم کا معاہدہ نہیں کریں گے بلکہ دین اور نظریۂ حیات کے اتحاد کی بنا پر ایک ایسے معاشرہ کی بنیاد ڈالیں گے جس کی دعوت عام اور وسعت لامحدود ہو۔ چنانچہ یہی ہوا کہ اوس اور خزرج اپنی عداوت بھول کر دین کی خدمت کے لیے مہاجرین کے ساتھ مؤاخاۃ کے رشتہ میں منسلک ہو گئے۔ اب اسلام کی قوت کا مرکز اور پورے معنی میں ایک اسلامی معاشرہ وجود میں آ گیا اس کے مقابلہ میں ایک تو یہودیوں کا معاشرہ تھا جن کی حیثیت ایک شہر میں بسنے والے پڑوسیوں کی تھی۔ مسلمانوں نے ان کے ساتھ ایک کھلا ہوا معاہدہ کیا جس میں آزادیٔ ضمیر اور ہر قسم کی رواداری کی

ضمانت کے ساتھ یہودیوں پر یہ فرض عائد ہوتا تھا کہ بیرونی حملوں سے شہر کو بچانے کے لیے وہ مسلمانوں سے تعاون کریں گے۔ مسلمانوں کی طرف سے یہ معاہدہ پورے انصاف اور خلوص پر مبنی تھا اور انہوں نے یہودیوں کو موقع دیا کہ وہ بھی اپنے خلوص اور سلامت روی کا ثبوت دیں۔ البتہ مکہ والوں کی بابت مسلمانوں کو یقین تھا کہ ایک نہ ایک دن ان سے جنگ ناگزیر ہے۔ چنانچہ کمال بیداری اور حسن تدبیر کے ساتھ مسلمانوں کی تنظیم اور ان کی اقتصادی اور فوجی طاقت کو ترقی دینے کی کوشش کی گئی۔ مکہ والوں کا سب سے بڑا منصوبہ یہ تھا کہ اسلام کی طاقت کا کوئی مرکز نہ قائم ہونے پائے۔ ہجرت کے باعث جب اس منصوبہ میں ناکامی ہوئی تو انہوں نے اپنے غم و غصہ کا اظہار یوں کیا کہ مہاجرین کا مال و جائداد ضبط کر لیا، اس سے مسلمانوں کے جذبات کو اور ٹھیس لگی اور انہوں نے جان لیا کہ اگر طاقت کا استعمال نہ کیا گیا تو اسلامی معاشرہ کی بقا ناممکن ہے۔ قریش کا سب سے بڑا مفاد اور ان کی طاقت کا سرچشمہ ان کی تجارت تھی جس کا سلسلہ شام، عراق اور یمن تک پھیلا ہوا تھا۔ مدینہ کے جغرافیائی محل وقوع کا لحاظ کرتے ہوئے مسلمانوں نے شام کے تجارتی راستہ کی ناکہ بندی شروع کی۔ تعداد اور سامانِ جنگ میں کمی کے باوجود معرکۂ بدر نے مسلمانوں کی دھاک بٹھا دی لیکن آخری فیصلہ ابھی بہت دور تھا۔ ایک طرف تو قریش نے اپنی سرگرمیاں اور تیز کر دیں، دوسری طرف مدینہ کے یہود کو جب مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی طاقت کا اندازہ ہوا تو انہوں نے بھی اپنے معاشی مفاد اور اجتماعی برتری کے لیے خطرہ محسوس کیا۔ وہ کھلے طور پر سامنے تو نہ آئے لیکن درپردہ شرارت اور ریشہ دوانیاں کرنے لگے۔ ادھر قریش نے جب یہ دیکھا کہ تنہا ان کی طاقت کافی نہیں تو انہوں نے دوسرے قبائل کو بھی اپنے ساتھ لیا اور یہود سے بھی ساز باز کی۔ اس طرح جنگ احزاب میں مسلمانوں کو اپنے تمام دشمنوں کی متحدہ طاقت اور ان کے نفاق اور بدعہدی کا مقابلہ کرنا پڑا۔ دشمنوں کی متحدہ طاقت اتنی تھی کہ براہ راست ٹکر لینا صریحاً دانش مندی کے خلاف تھا اس لیے رسول اللہؐ نے حضرت سلمانؓ کے مشورہ سے ایرانیوں کے طریقہ پر خندق کھودی اور صبر، قوتِ برداشت اور حکمت عملی کی بازی میں فتح حاصل کی۔ جس وقت دشمنانِ اسلام کا یہ متحدہ لشکر ناکام اور تتر بتر واپس جا رہا تھا تو یہ بات عیاں تھی کہ اب جزیرۂ عرب کی کوئی طاقت اسلام کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکے گی۔ ساتھ ہی یہ بات بھی ظاہر ہو گئی تھی کہ یہودیوں کے عناد اور خیانت کے پیش نظر اب مسلمانوں کے پڑوس میں ان کے لئے جگہ باقی نہیں رہی ہے۔ چنانچہ یہی ہوا کہ ان میں سے بعض کو قتل کی اور بیشتر کو جلاوطنی کی سزا دی گئی۔ یہودیوں سے میدان صاف ہو جانے کے بعد قریش نے ایک اور مظاہرہ اپنی گھٹتی ہوئی طاقت کا

اس وقت کیا جب کہ رسول اللہ نے پُر امن طریقے پر حج کی غرض سے مکہ میں داخل ہونا چاہا۔ اس موقع پر جو معاہدہ ہوا اور جو صلح حدیبیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے وہ دانش مندی اور دور بینی کا شاہکار ہے۔ کفار نیز بہت سے مسلمان یہ سمجھے کہ مسلمانوں نے یہ معاہدہ دب کر کیا لیکن حقیقۃً اس معاہدہ سے جس کو قرآن میں "فتح مبین" کہا گیا، مسلمانوں کو یہ موقع ہاتھ آیا کہ وہ مدینہ سے باہر اپنا اثر و نفوذ بڑھائیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور ۸ھ میں مسلمانوں کے مرکز کی تنظیم، ان کی فوجی طاقت اور خارجی نفوذ اس حد کو پہنچ گیا کہ مکہ والوں نے بلا کسی شدید مزاحمت کے اطاعت قبول کر لی۔ اب تمام جزیرۂ عرب میں اسلام کی ٹکر کا کوئی دوسرا معاشرہ باقی نہ تھا۔ اور وقت آ گیا تھا کہ جزیرۂ عرب کے باہر ایران، روم، مصر اور حبش کی سلطنتوں کو اس نئی دینی سیاسی طاقت کے قیام سے خبردار کیا جائے۔ فتح مکہ کے ساتھ ساتھ رسول اللہ نے اس کام کی ابتدا کی اور خاص اہتمام اس بات کا بھی کیا کہ مدینہ کے باہر جزیرۂ عرب کے دور دراز علاقوں میں جو لوگ اسلام کی سیاسی طاقت کے آگے جھک چکے تھے ان کے ذہن اور جذبات کو بھی اسلامی تعلیمات سے منور کیا جائے۔ نیز آپؐ کے قریبی متبعین کے سامنے بھی اسلام کے بنیادی اصول بار بار دہرائے جائیں تاکہ اسلامی معاشرہ اور اسلامی سلطنت کسی ایک قوم اور گھرانے کے بجائے ساری انسانیت اور بشریت کے لیے فلاح و سعادت کی موجب بنے۔ مدینہ کی زندگی کے پہلے دس سالوں میں مسلمانوں نے بہت سے عملی سبق سیکھے تھے۔ سب سے پہلا سبق مؤاخاۃ کا تھا یعنی یہ کہ تمام دوسرے امتیازات سے قطع نظر صرف دین کے اتحاد کو یگانگت کا معیار قرار دیا جائے۔ عربوں کی قبائلی عصبیت کو دیکھتے ہوئے یہ کوئی آسان کام نہ تھا اور عرب تو عرب آج بیسویں صدی میں بھی انسانیت کے بیشتر حصہ کے لیے قومی اور صوبائی تعصبات سے نجات پانا ممکن نہیں۔ لیکن رسول اللہ کی قیادت میں مدینہ کے اسلامی معاشرہ نے ایسی مثال پیش کی جو ہمیشہ ہمیشہ مشعل راہ بنی رہے گی۔ دوسرا سبق مساوات اور مواسات کا ہے یعنی یہ کہ سب کے حقوق و فرائض مساوی ہوں اور اعلیٰ و ادنیٰ، امیر و غریب سب ایک ہی خدا کے قانون کے پابند ہوں۔ مواساۃ یہ ہے کہ ایک بندے کو خدا نے جو کچھ دیا ہو اس میں وہ بوقت ضرورت اپنے دینی بھائی کو شریک کرے۔ جس وقت مہاجرین مدینہ آئے تو وہ بے یار و مددگار ہی نہیں تھے بلکہ کھانے پینے اور ذریعہ معاش کے بھی محتاج تھے۔ انصار نے ان کو بخوشی اپنے مال و دولت، گھر بار، کھیتوں اور باغوں میں شریک بنایا لیکن یہ بات خاص طور پر قابل لحاظ ہے کہ رسول اللہ نے مواساۃ کی انہی صورتوں کی منظوری دی جن کے نتیجہ میں بالآخر مہاجرین خود اپنے پیروں پر کھڑے ہوگئے نہ یہ کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ انصار کے کاندھوں پر

بار بنے رہے ہوں۔ مدینہ میں مرکز قائم ہونے کے بعد رسول اللہ نے ایسے اداروں کی بنیاد ڈالی جو انتظامی اقتصادی اور فوجی کارکردگی کے لیے ضروری ہیں۔ اس سلسلہ میں شوریٰ اور اطاعت امیر کی جو مشق کرائی گئی وہ خاص اہمیت رکھتی ہے لیکن اس شوریٰ اور اطاعت امیر کی روح 'للّٰہیت' ہے۔ اس روح کے بغیر شوریٰ اور اطاعت کی ہر صورت استبداد اور غلامی کے ایک خوشنما نقاب سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی اور یہی وہ نکتہ ہے جسے موجودہ لامذہبی جمہوریت کے دور میں فراموش کر دیا گیا ہے اور جس کے نتیجہ میں دنیا کے مختلف حصوں میں جمہوری طرز حکومت کے خلاف ردِّ عمل شروع ہو گیا ہے۔ نماز اور زکوٰۃ کی ابتدا مکہ ہی میں ہو گئی تھی لیکن مدینہ آنے کے بعد ان کی اجتماعی اور سیاسی اہمیت پوری طرح واضح ہو گئی۔ نماز اور زکوٰۃ دونوں کوئی انفرادی اعمال نہیں بلکہ ان کا مقصد معاشرہ کی اجتماعی اور اقتصادی تنظیم ہے اور یہ مقصد اسی وقت انجام پا سکتا ہے جب کہ یہ اعمال پوری جماعت کی شرکت اور حکومت کی سرپرستی اور نگرانی میں انجام پائیں۔ جہاں تک فوجی تنظیم اور تدابیر جنگ کا تعلق ہے اوپر یہ اشارہ کیا جا چکا ہے کہ رسول اللہ نے دوسری قوموں کے تجربوں سے فائدہ اٹھانے میں ذرا بھی تامل نہیں کیا۔ گو رسول اللہ خدا سے براہ راست تعلق رکھتے تھے تاہم انہوں نے تقدیر کو بروئے کار لانے کے لیے ہمیشہ تدبیر کی اہمیت پر زور دیا۔ معاشرہ میں جان و مال اور عزت و ناموس کی حفاظت کے لیے ایسے حدود و قوانین نافذ کیے گئے جن سے مختلف جرائم کی نوعیت اور ان کا مرتبہ واضح ہو جائے۔ یہ صحیح ہے کہ ابتدائی دس سال میں یہ ناممکن تھا کہ مستقبل میں پیش آنے والے تمام حالات سے متعلق جزوی احکامات چھوڑے جائیں بلکہ رسول اللہ کی زندگی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے دانستہ طور پر صرف انہی واقعات سے متعلق ہدایات دیں جو سامنے آئے۔ دراصل ایک نباضِ فطرت کر بھی یہی سکتا ہے کہ چند ایسے دائمی اور ابدی اصول عامہ چھوڑ جائے جو مستقبل کے لامحدود امکانات میں خیر و شر کی تمیز کرنے کے لیے کافی ہوں۔ چنانچہ جب یہ اعلان کیا گیا کہ "اب تمہارا دین مکمل ہو گیا" تو وداعی خطبہ میں رسول اللہ نے اس کی تشریح بھی کر دی:

"اے لوگو! میں تمہارے پاس ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم اس پر عمل پیرا ہوئے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے اور وہ اللہ کی کتاب ہے۔"

اسلامی معاشرہ کے وہ بنیادی اصول جن کی بابت رسول اللہ کو اندیشہ تھا کہ آیندہ چل کر مسلمان ان سے غفلت نہ برتیں ان کو آخری بار یوں دہرایا گیا:

"اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تم سب ایک ہی باپ آدم کی اولاد ہو جن کی تخلیق مٹی سے ہوئی تھی۔ تم میں شریف ترین وہی شمار ہوگا جو سب سے زیادہ متقی ہوگا۔ تقویٰ کے علاوہ اور کسی لحاظ سے عربی کو عجمی پر کوئی برتری حاصل نہ ہوگی۔"

"اے لوگو! تمہاری عورتوں کے بھی تمہارے اوپر حقوق ہیں۔ جس طرح کہ تمہارے ان پر حقوق ہیں۔ تمہاری عورتیں تمہارے ہاتھوں میں لاچار اور بے بس ہیں۔ ان کے بارے میں تم خدا سے ڈرتے رہو، اور ان کے ساتھ نیک سلوک کرو۔"

اور آخر میں وہ تلخ حقیقت جو آج ہمارے حسب حال ہے:

"اے لوگو! اس بات سے تو شیطان مایوس ہو گیا ہے کہ تمہاری اس سرزمین میں اس کی عبادت کی جائے البتہ وہ اس پر قانع اور خوش ہے کہ عبادت کے ماسوا اور جو تمہارے چھوٹے بڑے اعمال ہیں ان میں اس کی اطاعت کی جائے۔"

آج کے دن ہمارا فرض ہے کہ ان الفاظ کی روشنی میں اپنی عبادتوں کی نہیں بلکہ اپنے چھوٹے بڑے اعمال کا جائزہ لیں۔

حیاتِ محمدؐ

مصنفہ محمد حسین ہیکل پاشا

مترجمہ ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی

مصر کے یگانۂ روزگار انشا پرداز محمد حسین ہیکل پاشا کی ضخیم کتاب کا سلیس اور شگفتہ ترجمہ۔ اپنی افادیت، معنویت، معلومات کی فراوانی اور طرز تحریر کے اعتبار سے بے مثال ہے۔

صفحات ۱۲۴۱۔ قیمت ۲۲/۸ روپے

ملنے کا پتہ:

سیکریٹری ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ۔ کلب روڈ۔ لاہور

تصنیفات

ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم

تشبیہات رومی

مولانا جلال الدین رومی تشبیہ وتمثیل کے بادشاہ ہیں اور ہر باریک نکتے کی وضاحت کرنے کے لیے ایسی دلنشیں تشبیہہ دیتے ہیں جو یقین آفریں بھی ہوتی ہے اور وجد آور بھی۔ رومیات کے مشہور عالم اور نامور مفکر ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم نے ان تشبیہات کو بڑے دلکش اور وجد آفریں انداز میں بیان کیا ہے۔ قیمت ۸/- روپے

حکمت رومی

جلال الدین رومی کے افکار ونظریات کی حکیمانہ تشریح جو ماہیت نفس انسانی، عشق وعقل، وحی والہام، وحدت وجود، احترام آدم، صورت ومعنی، عالم اسباب اور جبر وقدر جیسے اہم ابواب پر مشتمل ہے۔ قیمت ۸/۲ روپے

افکار غالب

یہ مرزا غالب کے بلند پایہ فلسفیانہ کلام کی تشریح ہے۔ اس کتاب کی اشاعت سے اردو ادب میں قابل قدر اضافہ ہوا ہے۔ قیمت آٹھ روپے آٹھ آنے

الہیات رومی (انگریزی)

اس بیش بہا تصنیف میں رومی کے افکار وتصورات کی تشریح کی گئی ہے جو الہیات اسلامی کی تاریخ میں غیر معمولی اہمیت رکھتے ہیں۔ یہ کتاب عالم مادی، عالم روحانی، تخلیق، ارتقا، عشق، مشیت، انسان کامل، فنا وبقا، وجود باری تعالیٰ، وحدت وجود اور وحدت شہود جیسے اہم ابواب پر مشتمل ہے۔ قیمت ۳ روپے ۱۲ آنے

فکر اقبال

یہ بلند پایہ تصنیف اقبالیات میں گراں قدر اضافہ ہے جس میں حضرت علامہ اقبال کی شاعری اور فلسفہ کے ہر پہلو کی بڑے دلنشیں انداز میں تشریح کی گئی ہے۔ قیمت دس روپے

اسلام اینڈ کمیونزم

یہ اسلامی اور اشتراکی نظریات کا تقابلی مطالعہ ہے جس میں اسلامی تصورات کی خصوصیات واضح کی گئی ہیں۔ قیمت دس روپے

اسلام کا نظریۂ حیات

ڈاکٹر صاحب کی انگریزی تصنیف "اسلامک آئیڈیالوجی" کا ترجمہ ہے۔ کتاب خوشنما ٹائپ میں چھپی ہے۔ قیمت آٹھ روپے

ملنے کا پتہ: سیکریٹری ادارۂ ثقافت اسلامیہ۔ کلب روڈ۔ لاہور